ہمارے اعضاء میں جن پر خدا نے کچھ پابندیاں عائد کی ہیں زبان بنیادی اہمیت کی حامل ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹/اپریل ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ جو شخص قولِ احسن کا پابند نہیں اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔

☆ اشاعت اسلام اور تبلیغ کے سلسلہ میں قرآن کریم کی بیان فرمودہ دس ہدایات۔

☆ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پیدا کرتی ہیں۔

☆ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اپنے مخالفوں کے مقابلہ پر نرمی سے کام لیا کریں۔

☆ اپنی طبیعت ایسی بنانی چاہیئے کہ ''احسن'' کے سوا منہ سے کوئی بات نہ نکلے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

گذشتہ جمعہ میں نے سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ نحل اور سورۃ حم السَّجْدَہ اور سورۃ مومنون کی بعض آیات آپ دوستوں کے سامنے پڑھ کے آپ کی توجہ اس تعلیم اور ہدایت کی طرف مبذول کی تھی جو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے میں نے بتایا تھا کہ بنیادی اور خصوصی ہدایت انسان کی زبان، اظہار اور بیان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ دی ہے کہ قول احسن کے اصول پر کاربند رہو اور فرمایا ہے کہ اگر تم میری اس ہدایت کو قبول نہیں کرو گے اور اس کے مطابق عمل نہیں کرو گے تو پھر میرے عباد، میرے بندں میں شامل ہونے کا خیال ترک کرنا پڑے گا، اس صورت میں تم میرے عباد میں شامل نہیں ہوسکو گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لئے یہ فرمایا ہے ؏

بے احتیاط ان کی زباں وار کرتی ہے
اک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے

تو جو شخص قول احسن کا پابند نہیں اللہ تعالیٰ اس کے متعلق اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زبان کو بے لگام نہیں چھوڑا بہت سی پابندیاں اور حد بندیاں اس نے زبان پر قائم کی ہیں اور اظہار رائے زبان سے ہو، یا تحریر سے، اشارہ سے ہو یا بلیغ خاموشی سے، یہ تمام اظہار بااخلاق آزادی کی قیود میں بندھے ہوئے ہیں تو بنیادی ہدایت زبان کے متعلق یہ ہے کہ جو بات کہو احسن کہو اگر اللہ کے بندوں میں شامل ہونا چاہتے ہو اگر شیطان کے بندے بننا چاہتے ہو تو یہ تمہاری مرضی ہے قول احسن کے اصول پر کاربند ہوئے بغیر کوئی شخص خدا کے عباد میں شامل نہیں ہوسکتا۔

اظہار کا یا بیان کا بڑا تعلق الٰہی سلسلہ میں تبلیغ اور اشاعت حق، اشاعت اسلام سے ہے اور اس وقت

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ قریباً تمام دنیا میں پھیل چکی ہے۔ سو جہاں بھی ہمارے احمدی بستے ہیں انہیں چاہئے کہ اشاعت اسلام اور تبلیغ کے سلسلہ میں قرآن کریم نے جو ہدایات دی ہیں جن میں سے بعض بنیادی باتوں کا تعلق ان آیات سے ہے جن پر میں نے گذشتہ خطبہ دیا تھا، ان کو اپنے سامنے رکھیں اور کبھی بھی نفس کے جوش سے اپنے ربّ کو ناراض نہ کریں ان آیات میں جو گذشتہ جمعہ میں نے پڑھیں اور جن کے متعلق میں نے خطبہ دیا تھا اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل باتیں بیان کی ہیں۔

(۱) یہ کہ دعوت الی الحق (اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے) کا کام سپرد کرتے ہوئے قرآن کریم نے جو ہدایت انسانوں کے لئے دی ہے وہ یہ ہے کہ اشاعت حق کا کام ان علمی اور عقلی دلائل کے ساتھ کیا جائے جو قرآن کریم میں بکثرت پائے جاتے ہیں یا وہ علمی دلائل جو قرآن کریم کے علمی اور عقلی دلائل کی تائید میں دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بعض دلائل کو تو اپنی حکمت کاملہ سے صدیوں محفوظ رکھا اور آج انہیں اس لئے ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت اور آپ کے بیان کی سچائی پر وہ دلیل ٹھہریں۔

(۲) دوسری ہدایت یہ دی کہ قرآن کریم میں صرف علمی اور عقلی دلائل ہی نہیں بلکہ بہت سے روحانی اسرار اور روحانی انوار بھی پائے جاتے ہیں۔ تو دوسروں کے سامنے قرآن کریم کے روحانی اسرار و انوار پیش کرنے چاہئیں اور میں نے بتایا تھا کہ اس وقت بہترین تفسیر جو اس زمانہ کے حالات کے مطابق ہمارے پاس ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سکھائی ہوئی تفسیر ہے۔

(۳) پھر ہمیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ ہر محل پر بولنا جو ہے وہ خوبی نہیں بلکہ بعض دفعہ گندہ ذہنی کے مقابلہ میں انسان ایک بلیغ خاموشی کو اختیار کرتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَلصَّمْتُ حُكْمٌ حکم کے معنی یہاں مفردات راغب میں ''حکمت'' کے لکھے ہیں۔

(۴) پھر ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ مخاطب کی طبیعت اور اس کے علم اور اس کی ذہنیت کے مطابق اس سے بات کرنی چاہئے اور جو ایسا نہیں کرتا وہ حکمت سے بعید بات کرتا ہے۔ بعض دفعہ نوجوان اپنی جوانی کے جوش میں اس چیز کو بھول جاتے ہیں کہ بات تو اس سے کرنی چاہئے جس کی طبیعت کا ہمیں علم ہو اور واقفیت ہو اس کی ذہنیت سے ہم واقف ہوں اور وہ بات اس کے سامنے ہم کریں جو وہ سمجھ سکتا ہو میں نے سنا ہے کہ بعض دفعہ بعض نوجوان مساجد میں رات کے وقت اپنے رسالے یا اپنے اشتہار چھوڑ آتے ہیں یا

دو کانوں کی دہلیز میں سے اندر اپنا لٹریچر رکھ دیتے ہیں تو یہ حکمت کا طریق نہیں، یہ وہ طریق نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے نہ یہ وہ طریق ہے جو اثر انداز ہوسکتا ہے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ پچاس ہزار اشتہار طبع کروا کے اسے تقسیم کر دیں مقصد تو یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک نور کو پایا ہم نے ایک برکت کو حاصل کیا ہم پر رحمت کے دروازے کھلے ہم یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے اس نور، اس برکت اور اس رحمت کو حاصل کیا ہے ہمارے دوسرے بھائی بھی اس نور، برکت اور رحمت کو حاصل کریں لیکن ایسا طریق اختیار کرنا کہ ان حسین جنتوں کے دروازے وا ہونے کی بجائے اور بھی ان پر مسدود ہو جائیں تو یہ حکمت کا طریق نہیں ہے ان چیزوں سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہئے اور بڑے استغفار کے ساتھ اور بڑے تضرع کے ساتھ اور بڑی محبت اور پیار کے ساتھ ان باتوں کو ان بھائیوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے جو ابھی ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے اور ان پر ایمان نہیں لاتے تا وہ یہ یقین کرنے لگیں کہ یہ شخص انتہائی محبت سے، انتہائی خلوص سے، ہمارے سامنے یہ باتیں رکھ رہا ہے اور کوئی لڑائی اور جھگڑا اور فساد کا دروازہ نہ کھلے۔

(۵) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ صرف زبان کا قول کافی نہیں بلکہ عمل کا جو اظہار ہے اس کے ذریعہ دوسروں کے دلوں تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے حسن سلوک ایک بہترین راہ ہے جس سے کہ اگلا آدمی کم از کم اس بات کا قائل ہو جاتا ہے کہ یہ شخص میرا دشمن نہیں جو کچھ کر رہا ہے، میری ہمدردی، بھلائی اور خیر خواہی کی وجہ سے کر رہا ہے وہ آپ کو غلط راہ پر سمجھ سکتا ہے، وہ آپ کے عقیدہ کو غلط عقیدہ سمجھ سکتا ہے، وہ آپ کے عمل کو جو اس (کے) عقیدہ کے مطابق ہے ہوسکتا ہے کہ عمل صالح نہ سمجھے لیکن ان کو یہ وہم کبھی نہیں گذرنا چاہئے کہ یہ شخص جو کچھ کر رہا ہے وہ محبت کے منبع سے نہیں پھوٹا بلکہ دشمنی اور فساد کے منبع سے پھوٹا ہے۔

(۶) پھر اللہ تعالیٰ نے اس طرف ہمیں متوجہ کیا ہے کہ ''**موعظہ حسنہ**'' کی تعلیم پر عمل کرو جو الٰہی سلسلے جاری کئے جاتے اور قائم کئے جاتے ہیں ان کے ساتھ بعض پہلو انذاری بھی ہوتے ہیں **موعظہ** اس وعظ اور نصیحت کو کہتے ہیں جس میں انذار کا اظہار کیا جائے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انذار کا اظہار دوسروں کو غصہ دلانے والا اور غلط فہمی پیدا کرنے والا بھی ہوسکتا ہے اس لئے بڑی احتیاط سے کام لیا کرو جب انذاری پیشگوئیاں بیان کیا کرو انذار کے ساتھ تبشیر کے پہلوؤں کو بھی نمایاں کرتے چلے جاؤ تا کہ

سننے والے یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو انذاری وعید اور پیشگوئیاں کی ہیں وہ ہماری ہی بھلائی کے لئے ہیں اور ساتھ ہی یہ شرط کر دی ہے کہ اگر انسان توبہ کرے اور روبہ اصلاح ہو اور اپنے ربّ اور مولیٰ کی طرف رجوع کرے تو یہ وعید ٹل جایا کرتے ہیں اور ضروری ہے کہ اصلاح کے بعد انذاری پیشگوئیاں پوری نہ ہوں جیسا کہ انبیائے سابقین جو ہیں ان کی پیشگوئیاں کی تاریخ سے بڑی اچھی طرح واضح ہوتا ہے۔

(۷) پھر ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ منکر اور مخالف کے اعتقادات کے دھارے کا منہ موڑنے کیلئے امن اور صلح کی راہوں کو اختیار کرو فتنہ اور فساد کی راہوں سے اجتناب کرو اور احسن کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو اور

(۸) آٹھویں بات ہمیں یہ بتائی گئی تھی کہ جب تم نے اپنے جتھے کی مضبوطی اپنی عزت کے استحکام یا اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے دنیا کو اپنی طرف نہیں بلانا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے اور تمہاری ذات کا اس میں کوئی فائدہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے جس راہ اور جس طریق سے بلانے کا حکم دیا ہے اس طریق کو اختیار کرو اور نرمی اور محبت اور پیار سے کام لو۔

(۹) پھر ہمیں کہا گیا ہے کہ منہ کی باتیں اگر دل اور اگر جوارح اور اگر روح سے نہ نکلیں تو وہ اثر انداز نہیں ہوا کرتیں اس لئے تم دنیا کے سامنے عملی نمونہ رکھو فرمایا:۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا (حٰمٓ السَّجدَہ:۳۴) تو جب تک عمل صالح ساتھ نہ ہو اس وقت تک تمہاری باتیں دنیا کے دلوں کو جیتیں گی نہیں اور فتح نہیں کریں گی اور ان دلوں کو جیت کر اور ان دلوں کو فتح کر کے تم اس قابل نہیں ہو گے کہ تم انہیں اپنے ربّ کے قدموں پر لا ڈالو۔ اس لئے جب تم حق کی اشاعت کے لئے اپنے گھروں سے یا اپنے شہر سے اپنے قفس سے جو نفس کی خواہشات کا ایک پنجرہ ہوتا ہے اس سے باہر نکلو تو اس وقت عملی نمونہ اپنے ساتھ لے کے جانا ورنہ تمہاری باتیں جو ہیں وہ ایک کان میں داخل ہوں گی اور دوسرے کان سے باہر نکل جائیں گی۔

(۱۰) پھر دسویں بات یہ بتائی گئی ہے کہ وہ عمل جو بظاہر عمل صالح نظر آتا ہے ضروری نہیں کہ وہ خدا کی نگاہ میں بھی عمل صالح ہو اس لئے تمہاری روح کی بھی آواز یہی ہونی چاہئے کہ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حٰمٓ السَّجدَہ:۳۴) کہ میں آستانہ الٰہی پر ہر وقت جھکی ہوئی ہوں اور تمہاری روح دنیا کے کان میں یہ آواز ڈالے کہ میں نے اپنا اور اپنوں کا سب کچھ اپنے ربّ کی راہ میں قربان کر دیا ہے۔

پس ان باتوں کا تبلیغ کے اوقات میں اور اشاعت اسلام کرتے ہوئے خیال رکھنا ضروری ہے غلط

راہ اختیار کر کے شاید ہم ظاہر بین نگاہ کو اور شاید اپنے دلوں کو بھی خوش کر لیں لیکن جب تک ہم خدا تعالیٰ کی فرمودہ ان باتوں کا خیال نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کے عباد میں شامل نہ ہوں گے اور اس کی رحمت اور برکت ہماری کوششوں میں نہ ہوگی اور وہ فتح کے وعدے اور وہ کامیابی کی بشارتیں جو غلبہ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں ہم ان بشارتوں کے اور ان وعدوں کے وارث نہیں ٹھہریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان باتوں کی طرف اپنی جماعت کو، اپنے ماننے والوں کو بار بار متوجہ کیا ہے لیکن کم ہیں ہم میں سے جو کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو پڑھنے والے اور آپ کے ارشادات پر غور کرنے والے ہیں اس نیت کے ساتھ کہ جو ہدایتیں آپ نے ہمیں دی ہیں اور جس رنگ میں اسلام کا نور آپ ہم پر چڑھانا چاہتے ہیں اس میں ہم اپنی کوشش، تدبیر، مجاہدہ اور دعا کے نتیجہ میں کامیاب ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے اور ہم وہ بن جائیں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں دیکھنا چاہتے تھے۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض حوالے آپ دوستوں کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں تا آپ یہ سمجھیں کہ آپ (علیہ السلام) کے دل میں کس قدر درد اور تڑپ تھی ان باتوں کے متعلق اور کس قدر تربیت کرنا چاہتے تھے آپ اپنی جماعت کے افراد کی اور کس طرح بار بار اور مختلف طریق سے آپ نے جماعت کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اگر خدا کے حقیقی عبد اور بندے بننا چاہتے ہو اور اس کی رحمتوں کے وارث بننا چاہتے ہو ان وعدوں اور بشارتوں کے وارث بننا چاہتے جو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دی ہیں تو انہیں کن راہوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

”خبردار رہو نفسانیت تم پر غالب نہ آوے ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اَجر لکھا جاوے...... یاد رکھو کہ ہر یک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈا ہوتا ہے، بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب

پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے اور آسمان پر تم دنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو اور چاہئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام میں کچھ رنگ نہ ہو، تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے۔

حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پیدا کرتی ہیں جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ تا سامعین کے لئے موجب ملال نہ ہوں جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اس کے منہ پر جاری ہوتی ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں تو نفسانی جوشوں سے دُور رہو اور کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہیں اور وقت ضائع کرنا ہے بدی کا جواب بدی سے مت دو، نہ قول سے نہ فعل سے، تا خدا تمہاری حمایت کرے اور چاہئے کہ دردمند دل کے ساتھ سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرو نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے۔

کیونکہ مردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھا ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسروں کو اختیار کرنے دیتا ہے سو تم اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات منہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلہ اور کمینہ لوگوں اور اوباشوں کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جائے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پر حکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو‘‘۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۴، ۳۶۶)

اسی طرح جو منکر اور مخالف اور گندہ دہنی سے کام لینے والے اور انتہائی بدزبانی کرتے ہوئے گالیاں دینے والے ہیں ان کے متعلق آپ فرماتے ہیں:۔

’’میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو مناسب ہے کہ ان کی (دشمنوں کی) گالیاں سن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اس طرح پر

برکت جاتی رہتی ہے وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل اور فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۳۲، الحکم مؤرخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۱ء)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:۔

''ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اپنے مخالفوں کے مقابل پر نرمی سے کام لیا کرے تمہاری آواز تمہارے مقابل کی آواز سے بلند نہ ہو اپنی آواز اور لہجہ کو ایسا بناؤ کہ کسی دل کو تمہاری آواز سے صدمہ نہ ہو ہم تو مقتولوں اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے اور ان میں زندگی کی روح پھونکنے کو آئے ہیں تلوار سے ہمارا کاروبار نہیں نہ یہ ہماری ترقی کا ذریعہ ہے ہمارا مقصد نرمی ہے اور نرمی سے اپنے مقاصد کی تبلیغ ہے غلام کو وہی کرنا چاہیئے جو اس کا آقا اس کو حکم کرے جب خدا نے ہمیں نرمی کی تعلیم دی ہے تو ہم کیوں سختی کریں۔

ثواب تو فرمانبرداری میں ہوتا ہے اور دین تو سچی اطاعت کا نام ہے نہ یہ کہ اپنے نفس اور ہوا و ہوس کی تابعداری سے جوش دکھاویں۔

یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے گندہ دہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے''۔

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

’’سو دیکھو اگر تم لوگ ہمارے اصل مقصد کو نہ سمجھو گے اور شرائط پر کار بند نہ ہو گے تو ان وعدوں کے وارث تم کیسے بن سکتے ہو جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے ہیں جسے نصیحت کرنی ہو اُسے زبان سے کرو ایک ہی بات ہوتی ہے وہ ایک پیرایہ میں ادا کرنے سے ایک شخص کو دشمن بنا سکتی ہے اور دوسرے پیرایہ میں دوست بنا دیتی ہے۔ پس جَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ (النحل:۱۲۶) کے موافق اپنا عمل درآمد رکھو اسی طرز کلام ہی کا نام خدا نے حکمت رکھا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ يُؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ (البقرہ:۲۷۰)

(ملفوظات نیا ایڈیشن جلد ۳ ص ۱۰۴، الحکم ۱۰؍مارچ ۱۹۰۳ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو کیونکہ اگر تم نے یہی باتیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی دوسری خدا کی ......‘‘

یاد رکھنا چاہئے کہ جن آیات پر میں نے خطبہ دیا تھا کہ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (حٰمٓ السَّجدہ:۳۴)‘‘ آپ کے ارشادات انہی آیات کی تفسیر ہے۔

آپ فرماتے ہیں:۔

’’چاہئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آئے اور خدا کی بزرگی تم میں قائم ہو اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولا حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دُکھ اُٹھاؤ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ‘‘۔ (البقرہ:۱۳۳)

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۶ تا ۵۵۲)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ع

سخن کز دل بروں آید ☆ نشیند لا جرم بر دل

پس پہلے دل پیدا کرو اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور لسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی زبان سے قیل وقال کرنے والے تو لاکھوں ہیں......تم میری بات سُن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی اسی سے تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپ کے حصہ میں آئے اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی''۔ (ملفوظات نیا ایڈیشن جلد اصفحہ ۴۲، رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

یہ تو چند حوالے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور آپ کی تحریریں اور تقریریں اور ملفوظات ان باتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ پس خدا کے لئے قرآن کریم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو اور جیسا کہ میں نے کہا ہے ہمارے ہر عضو پر اللہ تعالیٰ نے کچھ پابندیاں عائد کی ہیں اور زبان ایک بنیادی اہمیت کی حامل ہے، کیونکہ ہمارے ہر عمل کو یہ پاک سے پاک تر بھی بنا سکتی ہے اور ہمارے ہر عمل کو یہ ضائع بھی کر سکتی ہے مثلاً ایک شخص غرباء میں مال تقسیم کرتا ہے لیکن بعد میں مَـن اور اذی کا طریق اختیار کرتا ہے کروڑوں روپوں کو اس طرح زبان کی ایک جنبش سے ضائع کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی درگاہ سے وہ روپیہ دھتکارا جاتا اور اس کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتا۔

احترام ہے اس کا اظہار بھی زبان سے ہوتا ہے اور وہ جن کا احترام کرنا اور جن کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے فرض کیا ہے ان کے حق میں احترام کے سوا کوئی اور بات منہ سے نکالنا فعلی نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ باپ روحانی ہو یا جسمانی اس کے سامنے اُف نہیں کرنی کیونکہ ربوبیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو شریک کیا ہے ہر ماں باپ صفتِ ربوبیت میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیتے ہیں خواہ وہ اچھے ماں باپ نہ بھی ثابت ہوں جو اچھے ماں باپ ہوں وہ تو بہت سا

حصہ اس دنیا کی ربوبیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لیتے ہیں اگرچہ انسان کی ربوبیت اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تو آپس میں مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا یہ تو بالکل واضح ہے لیکن دنیوی نقطۂ نگاہ سے ایک حد تک وہ ربوبیت میں سے حصہ لیتے ہیں خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ جو روحانی ربوبیت کرنے والا یا جسمانی ربوبیت کرنے والا ہو اسے ایسی بات نہ کہو جو اُف میں شامل ہو بلکہ احترام کرو پھر اسلام یہ کہتا ہے کہ اپنے سے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو یہ احترام اور شفقت فعل سے بھی ہوتی ہے اور زبان سے بھی ہوتی ہے اگر کوئی شخص فعل سے تو بڑی شفقت کرے لیکن زبان کو غلط راہوں پر چلائے وہ بے باک وار کرنے والی ہو تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں فرمایا ''لَيْسَ مِنَّا ''۔ پس ہزاروں احکام ہیں جن کا زبان سے تعلق ہے جن میں سے بعض کے متعلق میں نے اپنے ان دو خطبوں میں آپ دوستوں کے سامنے کچھ بیان کیا ہے لیکن جو کامل اور مکمل تعلیم ہمیں دی گئی ہے سب کو اپنے سامنے رکھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور بنیادی چیز یہ ہے کہ اگر خدا کا بندہ بننا ہو، اس کے عباد میں شامل ہونا ہو تو احسن قول کی پیروی کرنا ضروری ہے اپنی طبیعت ایسی بنانا چاہئے کہ ''احسن'' کے سوا منہ سے کوئی بات ہی نہ نکلے خدا کرے کہ وہ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ ہر راہ سے ہمیں اپنے بندوں میں شامل کرے اور ہم اس کے حقیقی بندے بن جائیں اور ہم سے کوئی بات ایسی سرزد نہ ہو جو ہمیں اس کے گروہ اس کے عباد سے نکالنے والی ہو۔ (آمین)

(روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۴؍مئی ۱۹۶۸ء صفحہ ۱ تا ۴)

☆......☆......☆